علیہ السلام کی قبر بھی بتاتے ہیں۔ یہاں مغایر شعیبؑ وہ مقام ہے جہاں شعیب علیہ السلام رہتے تھے اور مشہور ہے کہ "مدین" اس جگہ کا نام تھا اور بعض لوگ "سلط" کے قریب مدین کو بتاتے ہیں ۔ اس وادیٔ موسیٰ اور مقام "بتراء" کو دیکھنے کیلئے موڑ پہ دو بسیں کھڑی ہوئی دیکھیں جن پہ LONDON TO BOMBY (لندن سے بمبئی تک) لکھا ہوا تھا۔ یہ سیّاح خشکی کے راستہ پر لندن سے یہاں تک آئے ہوئے تھے اور بمبئی تک کا سفر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ بتراء (پٹرا) پہاڑوں کے اندر ہمارے ہاں کے موہنجوڈارو اور ٹیکسلا کی طرح عہد قدیم کے تراشیدہ مکانات، محلات اور آثار قدیمہ کی ایک تاریخی جگہ ہے۔

بندرگاہ عقبہ میں | عشاء کے وقت ہماری بس عقبہ پہنچ کر "مدینۃ الحجاج" (حاجی کیمپ) کے دروازے کے پاس کھڑی ہوگئی۔ سینکڑوں پاکستانی بس کی طرف دوڑے۔ بس سے اتر کر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم پاکستان کے کسی شہر میں جا اترے ہیں۔ کیمپ میں بارہ سو تک پاکستانی زائرین حجاز جمع ہوئے تھے۔ فروری کے مہینہ میں یہاں موسم بہار جیسا تھا۔ گرم کوٹ، کمبل اتارنے پڑے۔ کیمپ کے برآمدے اور باہر کا میدان بھرا ہوا تھا۔ بمشکل ایک گوشہ میں جگہ میسّر ہوئی۔ یہ حاجی کیمپ دراصل "شام" سے آنے والے حاجیوں کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ جو "شام" سے بسوں کے ذریعہ آکر ایک دن رات کے لئے ٹھہرتے ہیں۔ اور پھر دوسرے دن صبح بحری جہاز سے جدّہ چلے جاتے ہیں۔ پاکستانی حجّاج کا یہ پہلا موقعہ ہے کہ عقبہ سے بحری راستہ سے گئے ورنہ عمان تک پاسپورٹ سے آنے والے حجّاج تبوک کے خشک راستہ سے جایا کرتے تھے۔ کیمپ کے برآمدوں کی چھتیں گتوں اور پلائی وڈ کی ہیں۔ یہ اللہ کا شکر ہے کہ یہاں سردی نہیں تھی اور نہ بارش کا خطرہ تھا۔ ورنہ اس کیمپ میں رہنا انتہائی مشکل ہوتا۔

ایلہ | صبح ہم اس جگہ کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے جو حاجی کیمپ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر جانب مغرب کو بحیرۂ احمر کے کنارے پر واقع ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں بنی اسرائیل پر ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار کی وجہ سے عذاب خداوندی نازل ہوا تھا جس سے وہ بندر بن گئے تھے۔ یہاں انہوں نے تالاب بنایا تھا اور بحیرۂ احمر سے ایک چھوٹی نہر کے ذریعہ اس تالاب کی آب رسانی کی تجویز بنائی تھی۔ سورۂ بقرہ میں وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ (الآیۃ) اور اسی طرح سورۂ اعراف میں وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ میں اس قوم کی بربادی کا ذکر ہے اکثر مفسرین اس بستی سے "ایلہ" مراد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو ہفتہ کے دن شکار سے منع فرمایا تھا۔ مگر اہل ایلہ نے حکم خداوندی کی نافرمانی کی اور اسی دن مچھلیوں کے شکار کرنے کیلئے

عجیب حیلہ تجویز کرنے لگے ۔ دریا سے کچھ فاصلے پر تالاب بنایا اور ایک نہر کے ذریعہ سے پانی تالاب میں لے آئے ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش تھی کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کی سطح پر آجاتی تھیں اور دیگر دنوں میں غائب رہتیں ۔ ہفتہ کے دن صبح بند کھول کر تالاب میں پانی پہنچایا جاتا اور اسی پانی میں مچھلیاں بھی چلی جاتیں اور شام کو پانی بند کر دیا جاتا اور اتوار کی صبح کو اس تالاب سے مچھلیاں پکڑ لی جاتیں ۔۔۔ یہ حیلہ سازی ان کے لئے باعث ہلاکت ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر کے بندر بنا دیا اس جگہ سے دو میل مغرب کی طرف ایلات کے نام سے خلیج عقبہ کے سرے پر اسرائیل کی بندرگاہ ہے ۔ ایلات کی پہاڑیوں کے اس طرف (جانب مغرب) صحرائے سینا ہے ۔ "عقبہ" اردن کی بندرگاہ ہے ۔ اور "ایلات" یہود کی ۔ یہ دونوں بندرگاہیں آمنے سامنے بحیرۂ احمر کے شمالی سرے میں واقع ہیں عقبہ کی اس بستی کی وجہ سے یہ خلیج " خلیج عقبہ " کے نام سے موسوم ہے ۔ عقبہ کی آٹھ میل کی مسافت پر "الحقل" ہے جو سعودی عرب کی بندرگاہ ہے ۔ سعودی عرب کی سرحد یہاں سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے ۔ عقبہ میں اکثریت فلسطینی مہاجرین کی ہے ۔ جو اکثر "غزہ" اور "بیر سبع" کے علاقوں سے نکالے گئے ہیں ۔ اہل عقبہ دینی لحاظ سے قابل رشک ہیں ۔ ان کی سادہ زندگی اور دینی ولولہ ۔ حسن اخلاق اور اکرام ضیوف موجب صد ستائش ہے ۔ نماز کے وقت مساجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں ۔ یہاں کی عورتیں باپردہ ہیں ۔

بعض پاکستانیوں کی ناشائستہ حرکات | ہمارے پاکستانیوں میں بعض سندھیوں کی عورتیں جب بے پردہ بازاروں میں گھومتی تھیں تو بعض عرب بھائی انتہائی افسوس کے ساتھ ہمیں شکایت کرتے تھے ۔ کہ ان عورتوں کے مردوں کو سمجھا دو کہ وہ ان کو بازاروں میں گھومنے سے منع کریں ۔ بدقسمتی سے سندھیوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہمارے قافلہ میں شامل تھے ، جو محض تجارت اور طلب زر کے لئے اپنے گھروں سے نکل کر خانہ بدوش ہو گئے ہیں ۔ یہ لوگ ایران کے شہروں میں بھیک مانگتے عراق پہنچتے ہیں ۔ پھر وہاں یہ طور طریقہ جاری رہتا ہے ۔ یہاں تک کہ حجاز پہنچ جاتے ہیں ۔ یہاں انہوں نے کھجوروں کے باغات کے تمام کواڑ چوری کر کے جلا دئے ہیں ۔ اس قسم کے لوگ پاکستان کی نیک نامی کی راہ میں حائل ہوتے ہیں ۔ عمان کے مشہور اخبار " الدستور " میں ایک پاکستانی بھکاری لڑکی کی تصویر شائع ہوئی تھی ۔ جس کے ضمن میں حکومت اردن سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ایسے لوگوں کو اس شہر سے دور کر دیا جائے ۔

ہمارے قافلے میں اکثریت معزز اور شریف پاکستانیوں کی تھی ۔ ہمارے ساتھ کچھ حاجی

بھارت اور افغانستان کے تھے۔ اہل عقبہ کے دینی جذبات کو دیکھ کر میرے ایک مخلص دوست حاجی محمد یوسف صاحب آسامی (جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں۔) نے مجھے عقبہ کی جامع کبیر (بڑی مسجد) میں نماز مغرب کے بعد تبلیغ کرنے کے لئے کہا۔ میں نے معذرت کی کہ عرب مسلمانوں کے سامنے ایک عجمی کیسے تبلیغ کر سکتا ہے۔ مگر ان کے شدید اصرار پر مجھے نماز مغرب کے بعد کچھ مسائل بیان کرنے پڑے۔ زندگی میں یہ میری پہلی تقریر تھی جو عرب بھائیوں کے مجمع میں عربی زبان میں تھی۔ پاکستانیوں سے ویسے بھی اردنی مسلمانوں کو دلی محبت ہے۔ پھر جب انہوں نے ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں قرآن و حدیث رسولؐ کا ذکر ایک پاکستانی کی زبان سے سنا تو اہل عقبہ بہت خوش ہوئے اور ان میں سے چند نوجوانوں نے مجھے "جامع صغیر" (چھوٹی مسجد) میں عشاء کی نماز کے بعد سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات پر درس دینے کا کہا۔ عرب نوجوان بھائیوں کی حوصلہ افزائی سے انکی اس فرمائش کی تعمیل میرے لئے باعث مسرت تھی۔ اس مجلس میں لبسول کی کمپنی کے ایک ڈائریکٹر "ابو خالد ون" نے مجھے پاکٹ سائز کے قرآن مجید کا گرانقدر تحفہ بطور انعام دیا۔ عشاء کی نماز جامع صغیر میں پڑھی۔ وہاں کافی عرب جمع ہوئے تھے۔ نماز کے بعد سورۂ بقرہ کے ابتدائی رکوع کا ترجمہ اور تشریح۔ استاذ مکرم حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحبؒ اور استاذ مکرم حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم کے نہج پر بیان کیا۔

دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر کے تذکرے | کالج کے ایک طالب علم نے دریافت کیا۔ کہ آپ عرب ممالک کی کسی یونیورسٹی کے فارغ ہیں۔ میں نے کہا میں پاکستان کے مذہبی مدارس ہی سے فیض یافتہ ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ اُن مدارس کے اساتذہ جامعہ ازہر یا جامعہ دمشق کے سند یافتہ ہوں گے۔ میں نے بتایا کہ ہمارے اساتذہ کی اکثریت دنیا کی عظیم ترین مذہبی درسگاہ "دارالعلوم دیوبند" کی سند یافتہ ہے۔ طالب علم نے دارالعلوم دیوبند کے حالات و کوائف دریافت کئے اور کہا کہ آپ بھی وہاں کے فارغ ہیں۔ میں نے بتایا کہ میں "دارالعلوم حقانیہ" اکوڑہ خٹک کا سند یافتہ ہوں۔ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کا عکس ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے فارغ ہیں اور وہاں استاد بھی رہ چکے ہیں۔ دیگر اکثر اساتذہ بھی دیوبند کے فارغ ہیں ـــــ اکثر نوجوانوں نے میرا پتہ نوٹ کیا اور خواہش ظاہر کی کہ ہم کوشش کریں گے کہ دارالعلوم حقانیہ میں چند دن رہ کر آپ کے مشائخ و اساتذہ کی علمی و روحانی فیوضات سے استفادہ کریں۔" انہوں نے کہا کہ اگر ان بزرگوں کے علوم و معارف عربی زبان میں شائع ہو جائیں تو عرب بھی ان سے استفادہ کر

تکیں گے ـــــ آدھی رات تک اکابرین دیوبند کی سوانح اور ان کے علمی عملی، مذہبی، سیاسی کارہائے نمایاں کے تذکرے عرب انتہائی مسرت کے ساتھ سنتے رہے۔ اور بار بار خوشی کا اظہار فرماتے کہ اسلام کے جان نثار مجاہد پاک و ہند میں بھی موجود ہیں۔ میں نے ان سے اجازت مانگی۔ ان میں سے ایک نوجوان "علی مرافی" (جو دائرۃ میناء العقبہ میں ملازم ہے) نے مجھے آئندہ رات اپنے مکان پر آنے کی دعوت دی اور کہا کہ میرے ساتھی آپ کے منتظر ہوں گے ـــــ

ہم مقررہ وقت پر ٹیکسی میں وہاں پہنچے۔ بندرگاہ کے اکثر ملازمین جمع ہوئے تھے۔ پہلے انہوں نے قہوہ پیش کیا پھر چائے پلائی۔ چائے نوشی کے بعد چند آیات کا ترجمہ و تشریح بیان کیا۔ ان میں سے ایک نے التحیات للہ والصلوات۔ الخ کا مفہوم و تشریح دریافت کیا۔ مجھے حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی وہ تقریر یاد تھی جو انہوں نے اس موضوع پر درس ترمذی شریف میں فرمائی تھی۔ میں نے وہی بیان کی۔ علی مرافی اور اس کے ساتھی بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ التحیات کا معنی و مفہوم اب ہمارے ذہن میں آگیا، حالانکہ عربی ہماری اپنی زبان ہے۔ مگر اس تشریح سے مطالب سمجھ میں آئے۔

عرب بھائیوں کا خلوص | میں عقبہ میں جتنے دن رہا ہر رات کسی نہ کسی دوست کے مکان پر درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا۔ حاجی احمد موسی الریاطی، عبداللہ الریاطی، طاہر ہاشم عابدین، محمد قاسم اشبول، ابو ابراہیم الضابط، ابو سلامۃ محمود الکبریتی، عرفات الدویک، ابو خلدون اور دیگر بھائیوں کی دعوتوں میں کچھ بیان کرنے کے مواقع اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے۔ عرب بھائیوں کی دعوتیں بہت پُر تکلف ہوتی ہیں۔ اور قہوہ کا دور جاری رہتا ہے۔ ہر دو منٹ بعد صاحب دعوت مہمانوں کو یا مرحباً بکم اھلاً و سہلاً کے کلمات سے تواضع کرے گا۔ ایک دفعہ دعوت کے بعد ایک صاحب نے ایک لمبی دعا کی جس کے بعض کلمات مجھے اب تک یاد ہیں۔ اَللّٰھُمَّ یَا فَاتِقَ الْعُجْلَہ ط اَخْلِفْ عَلٰی مَنْ بَذَلَہٗ۔ وَھَنِّیْ مَنْ اَکَلَہٗ۔ وَارْزُقْنَا بَدَلَہٗ فِی الْعُجْلَۃِ الْعُجْلَۃِ الْعُجْلَۃِ۔

ملتان کے حکیم احسان الحق صاحب اکثر و بیشتر دعوتوں میں میرے ساتھ مدعو ہوتے تھے۔ حکیم صاحب کے علاج سے وہاں کافی مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ عرب پاکستانی حکماء کے بہت معتقد ہیں۔ رات کا اکثر حصہ تو اہل عقبہ کے ساتھ درس قرآن اور دیگر باتوں میں گذر جاتا۔ مگر دن کے اوقات بمشکل گذرتے ـــــ

جہاد کیلئے کمپنی والوں کا ٹال مٹول | جہاز کے انتظار نے پریشان کر رکھا تھا۔ کیونکہ ۱۰ فروری کو

تمام حاجی اپنا اپنا سامان باندھ کر منتظرِ جہاز تھے۔ ٹکٹوں پر کمپنی والوں نے جہاز کی روانگی کی تاریخ ۸ ماری (فروری) لکھی تھی۔ اور جہاز کا نام "الملک عبدالعزیز" لکھا تھا۔ ۱۰ فروری کی عصر کو کمپنی والوں کو ہم نے ٹیلیفون کیا انہوں نے معذرت کی کہ راستہ میں طوفان آنے کی وجہ سے جہاز بر وقت نہ پہنچ سکا۔ دو دن مزید انتظار کرنا پڑا۔ دو دن بھی گذرے مگر جہاز نہ آیا۔ جب کوئی جہاز دور سے سمندر میں دکھائی دیتا تو کیمپ میں شور و غل برپا ہوتا اور حاجی لوگ اپنا اپنا سامان باندھ لیتے اور جب تحقیق سے معلوم ہو جاتا کہ یہ مسافر بردار جہاز نہیں یا شامیوں کے لئے ہے تو انتہائی رنج و غم کا سامنا ہوتا۔ بعض حاجی تو صبح سے لیکر شام تک ساحلِ سمندر پر جہاز کے انتظار میں بیٹھے رہتے۔ بجائے دو دن کے پندرہ دن گذرے۔ ایّامِ حج قریب ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ حاجیوں میں افواہ پھیل گئی کہ یہ غدّار کمپنی ہے اور ہمیشہ سے حاجیوں کے ساتھ دھوکہ کرتی ہے۔ اس دفعہ بھی کمپنی والوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ افغانستان کے پندرہ حاجیوں نے واپس عمان جاکر کمپنی سے اپنی رقم واپس لے لی اور تبوک کے راستے پر جانے والی بسوں کی ٹکٹیں خریدیں۔ کیمپ میں ستّرہ سَو پاکستانی حاجی جمع ہو گئے تھے۔ مگر جہاز کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ کیمپ کے تمام ساتھیوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ آپ رئیس المتصرفیہ (ڈپٹی کمشنر) کو صورتِ حال سے آگاہ کیجئے۔ میں نے براہِ راست رئیس المتصرفیہ کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا چونکہ عربی ممالک میں علماء اور خطباء عوام و خواص کے مقتدا ہوتے ہیں اور بڑے بڑے حکّام اہلِ علم کو احترام و عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہاں کے بڑے قاضی شیخ معوّض عوض کو سارا ماجرا سنایا جو بورسعید (پورٹ سعید) کے باشندے ہیں۔ اور یہاں مبعوث الازہر کی حیثیت پر وعظ و ارشاد کے عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔ انتہائی ہمدرد اور پاکستانیوں سے محبت رکھنے والے ہیں۔ فقہ و تفسیر میں محقق عالم اور مضمون نگار ہیں۔ کئی تصانیف کے مالک بھی ہیں۔ خاصکر قبس من الاسلام اور الاسلام والاسرۃ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

شیخ معوض نے رئیس المتصرفیہ کو ٹیلیفون پر حالات سے آگاہ کیا اور کمپنی کی دغابازیوں اور مسلسل وعدہ خلافیوں کا ذکر کیا۔ رئیس نے اسی وقت کمپنی کے مدیر "ابوغسان" کو ٹیلیفون کیا کہ بہت جلد باخرہ (بحری جہاز) کا انتظام کیا جائے ورنہ آپ قانون کے مجرم ثابت ہوں گے۔ کمپنی والے نے رئیس کو بھی جھوٹے وعدوں سے ٹال دیا۔ تین چار دن کے بعد تمام پاکستانی رئیس کے دفتر میں گئے اور شکایات کیں۔ انہوں نے مدیر امن العام (انسپکٹر جنرل پولیس) کو فون کیا۔ عصر کے وقت مدیر امن العام بنفسہٖ حاجی کیمپ کا معائنہ کیا۔ اور ہمیں تسلّی دی کہ ہم فوری طور پر انتظام کر دیں گے۔

عقبہ کی ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین اور دیگر شرفائے بستی نے تمام حکام کے سامنے ہماری پریشانیوں کا تذکرہ کیا۔ ہم اہالیان عقبہ کی شبانہ روز ہمدردیوں اور تلطفات کے تاحیات سپاس گذار رہیں گے خاصکر احمد الضابط جن کی دوکان پاکستانیوں کی مشورہ گاہ تھی اور ان کا ٹیلیفون چوبیس گھنٹے ان کے لئے وقف تھا۔ "البرق والبرید" محکمۂ تار و ڈاک کے انچارج ابوسلامہ محمود الکباریتی نے ہمیں مجبور کیا تھا کہ آپ اردنی حکومت میں جہاں بھی ٹیلیفون کرنا چاہیں آپ اسکی قطعاً فیس نہیں دیں گے۔ ایک دفعہ میں نے عمان کیلئے ڈاک خانہ سے کال بک کی۔ جب میں نے کمپنی والوں سے فون پر بات کر لی۔ تو آخر میں ابوسلامہ فون پر کہنے لگے کہ آپ نے ڈائرکٹ کیوں مجھے نہ بتایا کہ میں آپ کو عمان کا فون ملا دیتا۔ اور پوسٹ ماسٹر کو کہنے لگا کہ مولانا سے فیس نہ لیں۔ یہ فیس میں دوں گا۔

۲ ذی قعدہ کو کیمپ کے اکثر حاجیوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنی مرضی سے ایک ساتھی ہم میں سے منتخب کر کے عمان چلے جائیں اور وہاں اپنی جدوجہد سے کمپنی والوں کے ظلم و استبداد سے تمام بھائیوں کو چھڑا لیں۔ میری طبیعت چونکہ علیل تھی۔ اس لئے میں نے اس طویل سفر سے معذرت کی۔ جبکہ عمان میں برف باری کا موسم تھا۔ مگر سن رسیدہ بوڑھوں اور بوڑھی ماؤں کے شدید اصرار نے عمان کی سخت سردی کی طرف دوبارہ جانے پر آمادہ کیا۔ "سفر حج میں سب سے بڑھ کر نیکی حاجیوں کی خدمت ہے یہ خدمت حاج ہے" نیک ارادہ پر میں نے اپنے ساتھ ملتان کے بھائی رحمت علی صاحب کو منتخب کیا جو انتہائی مخلص اور سمجھدار ہیں۔ حاجی محمد شفیع زرگر ملتان والے بھی ہمارے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔ شام کے وقت ٹیکسی میں بیٹھ کر آدھی رات کو عمان پہنچے۔ رات ایک ہوٹل میں گذاری۔ صبح استاد خلیفہ عبدالرحمان "المحامی" (ایڈوکیٹ) کے پاس گئے جن کے نام ہمیں سفارشی خط دیا گیا تھا۔ استاد موصوف عمان کے مقبول اور معزز صاحب اثر و رسوخ علماء میں سے ہیں۔ وہ اپنے دفتر سے ہمارے ساتھ روانہ ہو کر کمپنی کے مدیر کے پاس آکر مدیر کو کافی ڈانٹا۔ مدیر نے کہا میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ سعودی سفارت خانے کی طرف سے ممانعت ہے۔ استاد نے مدیر کو کہا جب آپ کے بس میں ویزا حاصل کرنا نہیں تو کس لئے ان سترہ سو پاکستانیوں کو آپ نے ساحل بحیرۂ احمر پر پھینک دیا ہے۔ استاد نے کہا کہ آپ ایک درخواست شاہ حسین کے نام لکھ کر "قصر الملک شاہی محل" میں چلے جائیں اور شاہ حسین سے ملاقات کر کے تفصیلی احوال اسکو سنائیں اور میں خود بھی اس سے شام کے وقت اس بارے میں ملوں گا۔ استاد موصوف نے کمپنی کے دفتر سے وزارت خارجہ کو ٹیلیفون کیا اور نائب وزیر خارجہ "حاجم التل" سے ٹائم مقرر کیا کہ دونوں شام کے وقت شاہ حسین کی ملاقات

کیلئے قصر الملک جائیں گے۔

حجاز کے معاملہ میں شاہ حسین کی دلچسپی | ہم درخواست لکھ کر شاہ حسین کے محل میں گئے۔ دروازے پر مقررہ پولیس افسر نے ہماری درخواست دیکھ کر ہمارے لئے اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ مگر جواب ملا کہ شاہ حسین عمان میں متعین ایرانی سفیر کی دفات ہونے کی وجہ سے سفیر کی کوٹھی پر جا رہا ہے پولیس آفیسر نے انتہائی خلوص و مودت سے ہماری درخواست لے کر ہم کو ہفتہ کی صبح ملاقات کیلئے کہا۔ مغرب کے وقت میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو کہا کہ کل جمعہ ہے۔ دفاتر بند رہیں گے۔ اگر مناسب سمجھیں تو یہ رات اور جمعہ کا دن بیت المقدس میں بسر کرلیں گے۔ انہوں نے میری تجویز پسند کر کے اومنی بس میں "عبدلی" جانے کو کہا "عبدلی" سے ٹیکسی میں بیٹھ کر بیت المقدس روانہ ہوئے۔

جب ہم وہاں پہنچے مسجد اقصیٰ میں عشاء کی نماز ہوگئی تھی۔ رات زاویہ ہندیہ میں گذاری صبح کو جبل زیتون اور بیت اللحم کی دوبارہ سیر کی۔ واپسی پر مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا کی۔ ترکی حاجیوں کی وجہ سے مسجد اقصیٰ بھر گئی تھی۔ اس جمعہ میں اندازاً بیس ہزار نمازی شامل ہوئے تھے۔ فلسطین کے مفتی امین الحسینی نے تقریر کی۔ دوپہر کا کھانا ہم نے انکل موسٹیر (ماموں مچھلو) کے ہوٹل میں کھایا۔ اکثر پاکستانی اس ہوٹل میں کھانا کھاتے ہیں۔

جمعہ کی نماز کے بعد ہم اریحا روانہ ہوئے۔ وہاں رات گذار کر صبح موسیٰ علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کے لئے گئے وہاں سے ایک میل پیادہ آکر (اسطریق المزفت) پختہ سڑک سے عمان کی بس میں سوار ہوئے۔ عمان میں بس سے اتر کر سعودی سفارت خانہ روانہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ شاہ حسین کی خصوصی سفارش پر پاکستانیوں کو ویزا کی اجازت مل گئی ہے۔ انتہائی مسرت نصیب ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا عقبہ کو مبارک بادی کا ٹیلیفون کیا اور شکریہ ادا کرنے کے لئے استاد عبدالرحمان کے ہاں گئے۔ استاد موصوف کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے کاغذ پر شکریہ کے کلمات لکھ کر اس کے سیکرٹری "جودت عبدالنبی" کے حوالہ کر دیا۔ عصر کے وقت ٹیکسی میں بیٹھ کر عشاء کی نماز سے قبل عقبہ پہنچے۔ سیدھے احمد الضابط کی دوکان پر گئے۔ وہاں عقبہ کے عرب دوست ہمارے آنے کے منتظر تھے۔ عرب دوست ہم سے گلے ملتے اور ہمارے سروں اور پیشانیوں کو بوسہ دیتے جیسا کہ عرب خوشی کے موقعہ پر کرتے ہیں۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ پاکستانیوں کو پتہ چلا تو کیمپ سے جلوس کی شکل میں آئے۔ بعض نے رنگین کاغذوں کے ہار بنائے تھے، اور ہمارے گلوں میں ڈالنے لگے۔ تمام رات خوشی میں گذری ــــ شاہ حسین انتہائی رحم دل اور قوم پرور بادشاہ ہے۔ پاکستانیوں

کے ساتھ اسے بہت محبت ہے۔

۳۰ر ذی قعدہ کو پاسپورٹ وغیرہ مکمل کرکے کمپنی والوں نے عقبہ پہنچا دئے۔ شام کو محمود الکبریتی نے "دائرۃ اللاسلکیۃ بمیناء عقبہ" (محکمۂ وائرلیس) کے مدیر سے "ملک عبدالعزیز" جہاز کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس نے بذریعہ فون جواب دیا کہ "عرفات" نامی جہاز پاکستانیوں کے لئے جدّہ سے تین دن ہوئے ہیں روانہ ہوگیا ہے۔ شاید کل رات تک پہنچ جائے۔ اسی اثناء میں یہ رنج دہ اور المناک واقعہ پیش آیا کہ تقریباً ستر پاکستانی مرد و عورتوں کے پاسپورٹ پر سعودی سفارت خانہ کا ویزا نہیں لگایا گیا تھا اور بعض کے پاسپورٹ ہی گم ہوگئے تھے۔ ان بھائیوں نے مجھے سہ بارہ عمان جانے پر مجبور کیا۔ میرے قریبی دوستوں نے ان کو سمجھایا کہ آپ خود چلے جائیں جبکہ جہاز کی آمد چوبیس گھنٹوں کے اندر متوقع ہے۔ ہم نے رئیس المتصرفیہ کو اس تشویشناک معاملہ سے مطلع کیا اور اس سے معاونت کی درخواست کی رئیس نے سفارت خانہ کو اطلاع دی۔ ان ستر افراد میں سے چار عمان چلے گئے اور صبح ان کو خشکی کے راستہ کا ویزا مل گیا۔ ان کے لے جانے کے لئے ایک بس عمان سے آئی اور ان کو عقبہ سے معان تبوک کے راستے جایا گیا۔

۱ر ذی الحجہ کی صبح کو جہاز بندرگاہ پر کھڑا ہوا تھا۔ اطلاع ملی کہ سامان باندھ لو۔ بلدیہ (ٹاؤن کمیٹی) کے ٹرکوں میں سامان اور بسوں میں حاجیوں کو رصیف (پلیٹ فارم) تک پہنچایا جائے گا۔ اسی اثناء میں کبریتی صاحب نے یہ المناک خبر بھی سنا دی کہ جہاز صرف پانچ سو مسافروں کے لئے ہے۔ یہ خبر ہمارے لئے سوہانِ روح تھی کہ پانچسو ساتھی چلے جائیں گے۔ اور باقی بارہ سو رہ جائیں گے۔ یہ خبر تمام حاجیوں میں پھیلی۔ ہر ایک اس کوشش میں تھا کہ سب سے پہلے جہاز میں سوار ہو جائے۔ جب دروازہ کھلا تو تمام حاجی پروانہ وار جہاز کی طرف دوڑے اور تقریباً تین چار فرلانگ کا راستہ طرفۃ العین میں طے ہوا۔ دیکھا تو باخرۃ عرفات کھڑا تھا۔ عرفات کے پیارے کلمے سے انتہائی اطمینان و سرور ہوا۔ پولیس کے آفیسر اور سپاہی کافی تعداد میں جہاز کی سیڑھیوں پر ترتیب وار کھڑے تھے۔ مگر پاکستانیوں کے سیلاب نے سیڑھیوں کو توڑ ڈالا۔ بعض تو جہاز میں چھلانگیں لگا کر سوار ہوئے۔ پولیس نے نظم وضبط قائم کرنے کے لئے لاٹھی بھی چلائی۔ مگر رضائے مولیٰ کی طلب میں سفر کی بے شمار صعوبتیں برداشت کرنے والے پاکستانیوں کے لئے لاٹھیوں کی یہ دھمکیاں کب اثر کر سکتی تھیں جبکہ دیارِ حبیب تک پہنچانے والی سواری سامنے رصیف پر روانہ ہونے کے لئے مستعد تھی۔ مختلف حکومتوں کے سفارت خانوں میں کئی کئی دن دھکیلے جانے والے۔ راستہ میں مختلف پاکستانی

ایجنٹوں کے فریب وظلم سے نجات پانے والے سردیوں، بارشوں اور برف باریوں کے مصائب سے آشنا، اہل وعیال سے طویل مفارقت کے عادی تھوڑے وقت میں سفینۂ سمندر پر سوار ہوچکے۔ "مدیر امن العام" (انسپکٹر جنرل پولیس) چلاتا رہا کہ یہ تو چھوٹا جہاز ہے۔ اتنے مسافروں کو کیسے لے جا سکے گا۔ مگر کمپنی کے مالک نے جہاز کے کیپٹن کو رشوت کا لقمہ دے کر اُسے ہمنوا بنا دیا تھا۔ کیپٹن نے کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔ عقبہ کے احباب واکابر ہمیں الوداع کرنے کے لئے رصیف پر کھڑے تھے۔

جہاز کی روانگی

عصر کے وقت جہاز نے سیٹی بجائی۔ جہاز کا لنگر اٹھا اور آہستہ آہستہ جہاز رصیف سے جدا ہوا۔ دو فرلانگ کی مسافت پر جاکر سمندر میں کھڑا ہوا۔ آدھی رات گئے وقت جہاز روانہ ہوا۔ خوشی کے مارے کسی کو نیند نہ آئی۔ تمام رات دیار حبیبؐ کی باتیں ہوتی رہیں۔ احکام حج کا تذکرہ ہوتا رہا۔ الحمد للہ کہ عقبہ میں پچیس روزہ قیام انتہائی دلجمعی وسکون سے بسر ہوا۔ تمام ساتھی بخیریت رہے۔ البتہ ہم سے ایک رفیق مقبرۂ عقبہ میں سمندر کے کنارے رہ گیا جس نے اپنی بیوی کو اپنی موت سے تین دن قبل نیند سے اٹھا کر بتایا تھا کہ میں اب اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور آپ کی مزید رفاقت مجھے نصیب نہ ہوگی۔ کیونکہ میں نے نیند میں یہ ہاتف سے سنے "اب دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آجا" بیوی نے اسکو تسلی دی۔ ساتھیوں نے اسکو سمجھایا کہ یہ پراگندہ خواب ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ طویل زندگی دے اور حرمین شریفین کی زیارت سے سرفرازی بخشے ــــ مگر وہ روتا رہا۔ ہر وقت مولیٰ سے بخشش ومغفرت طلب کرتا رہا۔ دوسرے دن گوشت کھانے سے اسے ہیضہ کی شکایت ہوئی تیسرے دن عقبہ کے بڑے ہسپتال میں شہادت پائی۔ اسکی بیوی کا صبر و استقلال دیکھنے کے قابل تھا کہ وہ ذکر واذکار میں مصروف تھی۔ پاکستانیوں نے اسکی تجہیز وتکفین کے لئے چندہ جمع کیا مگر عقبہ کی ٹاؤن کمیٹی نے تمام اخراجات اپنی طرف سے کئے اور وہ رقم اسکی اہلیہ کو بطور امانت دیدی گئی۔ افسوس کہ وہ بے چاری بیوہ بھی ان ستر میں سے ایک تھی جو خشکی کے راستہ پر روانہ ہوئے تھے۔ صبح اٹھے تو جہاز مضیق اور شرم الشیخ سے گذرنے والا تھا۔ مضیق وہ تنگ جگہ ہے جہاں سے بمشکل ایک جہاز گذر سکتا ہے۔ صحرائے سینا ہم سے جانب مغرب کو رہ گیا تھا۔ اور بحیرۂ قلزم یہاں سے آٹھ گھنٹوں کی مسافت پر تھا۔ جہاز میں نماز باجماعت ہوتی رہی۔ حج کے مسائل و احکام کا ذکر و مذاکرہ ہوتا رہا۔ عقبہ میں دوران قیام میں حج کے اکثر مسائل سے ساتھیوں کو مختلف علماء نے روشناس کرا دیا تھا ــــ رات کو ستاروں کی چمک اور سمندر میں ستاروں کا عکس اور سمندر پہ دور دور جہازوں کی بجلیاں عجب دلکش نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ دن کو جہازوں کی فلک بوس چھتیں

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ۔ (اور خاص کر اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں پہاڑ جیسے اونچے جہاز اور کشتیاں) کا نقشہ پیش کر رہی تھیں۔

اکثر لوگوں نے اس خیال سے کہ جہاز والے کھانا کھلائیں گے جیسا کہ عام دستور ہے، عجلہ سے اشیاء خوردنی نہ خریدیں۔ جہاز روانہ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ کھانا اپنے ذمہ ہوگا۔ دو دن رات تو ساتھیوں نے ایک دوسرے کو کھانا کھلایا۔ مگر تیسرے دن کھانے کی چیزیں ختم ہوگئیں جہاز میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو تمام حاجیوں کے پاس گئی۔ اور انہیں کہا کہ جن کے پاس زیادہ آٹا یا چاول موجود ہوں وہ اپنے لئے صرف دو دن کا ذخیرہ رکھ کر باقی تمام ذخیرہ اپنے ساتھیوں کو مناسب قیمت پر دے دیں۔ جدہ میں پھر آٹا اور چاول کی بہتات ہے۔ اکثر حاجیوں کی اشیاء خورد و نوش سٹور میں ڈالی گئی تھیں۔ کپتان نے ماتحت عملہ کو سٹور کھولنے کا حکم دیا۔ وہاں سے لوگوں نے اپنا اپنا سامان خوراک نکال کر اپنے احباب میں مناسب دام پر فروخت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فاقہ کشی کا یہ مشکل مسئلہ بھی حل فرمایا۔ اب ایک دوسری مشکل سامنے آئی، وہ یہ کہ کمپنی کے ایک حصہ دار جو ہمارے ساتھ شریکِ سفر تھے۔ جہاز کے ایک کلرک کو (جو ٹکٹوں اور پاسپورٹوں کی انطباق پر مامور تھا۔) کہا کہ یہ تمام پاسپورٹ جدہ میں مجھے ملنے چاہئیں اور اسکی مصلحت یہ تھی کہ ان سترہ سو حاجیوں کو ایک معلّم کے حوالہ کر کے فی حاجی کے حساب سے مناسب کمیشن اپنے لئے وصول کرے۔ ہم نے کلرک کو سمجھایا کہ اس ظالم کے ہاتھ میں ہمارے پاسپورٹ نہ دیں۔ اور کلرک کو کمپنی کے کئے ہوئے تمام کارناموں سے آگاہ کیا۔ کلرک انتہائی شریف اور رحمدل تھا۔ اس نے ہمیں اطمینان دلایا کہ میں قطعاً کمپنی والے کو تمہارے پاسپورٹ نہیں دوں گا۔

رات کو کمپنی والا میرے کمرے میں آیا اور کافی منت سماجت کی اور پھر کافی رقم دینے کا لالچ دیا۔ میں نے اسکو کہا کہ ہم حاجی فروشی کے لئے نہیں آئے ہیں۔ آپ اس ذلیل ارادہ میں ہم سے معاونت کی توقع نہ کیجئے۔ کلرک نے مجھے تمام پاسپورٹ دے دئیے۔ میں نے چند احباب کی امانت اور ہمدردی سے معمولی وقت میں ہر ایک کو اپنا اپنا پاسپورٹ پہنچا دیا۔

الفت میں برابر ہے جفا ہو کہ وفا ہو　　ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

کپتان کو پہلے سے کہا گیا تھا کہ میقات آنے سے قبل ہمیں اطلاع دیدی جائے۔ تاکہ احرام کے لئے غسل یا وضو کر کے احرام کے کپڑے وقت سے قبل پہن لئے جاویں۔ چنانچہ سیٹی پر حاجیوں میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ ہر ایک غسل یا وضو کے لئے مستعد ہوا اور بکسوں اور بستروں سے احرام

کے کپڑے نکالنا شروع کئے۔ کافی دیر بعد دوسری سیٹی ہوئی تو حاجی احرام باندھنے کے لئے تیار ہوئے۔ زبان سے دعائیں نکل رہی تھیں اور دل میں پھر ایک عظیم ولولہ تھا کہ تمام حاجیوں کو حج مبرور و مقبول نصیب ہو جس کا ثواب اور بدلہ جنت ہی صحیح روایات سے ثابت ہے۔ حج مبرور حاجی کو گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا کہ بچہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ چاروں طرف آہ و بکا، گریہ و زاری، ذکر و اذکار کا غلغلہ ہے کسی نے صرف حج کی نیت باندھ لی۔ اور زبان سے یہ کلمات کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ — اے میرے مولا میں حج کی ادائیگی کا ارادہ کر چکا ہوں پس میرے لئے حج آسان فرما کر قبول فرما۔

کسی نے صرف عمرہ کی نیت کر لی اور زبان سے یہ کلمات کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔ — اے میرے مولا میں عمرہ ادا کرنے کی نیت کر رہا ہوں پس میرے لئے عمرہ آسان فرما اور قبول فرما۔

کسی نے عمرہ اور حج دونوں کی نیت کر لی اور زبان سے یہ کلمات کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ — اے میرے مولا میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت کرتا ہوں پس دونوں میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما۔

پہلی قسم افراد ہے۔ دوسری قسم تمتع اور تیسری قسم حج قران ہے۔ ان میں جس قسم کی نیت آپ کریں وہ بہتر ہے اور ائمہ اربعہ میں کسی نہ کسی کے ہاں افضل ہے۔

تلبیہ میں نے تو قران کی نیت کر لی جو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں افضل ہے۔ تلبیہ یعنی حج کا محبوب ترانہ:—

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ — اے اللہ ہم تیرے در پر حاضر ہو رہے ہیں۔
لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ — تیرا کوئی شریک نہیں۔ ہم تمہارے در پر حاضر ہیں۔
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ — یقیناً تمام تعریفیں اور نعمتیں اور بادشاہی آپ
لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ — ہی کے لئے ہیں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔ ہم آپ کے در پر حاضر ہیں۔

کی صداؤں سے سطح سمندر پر ایک غلغلہ بلند ہو گیا۔ دنیاوی باتوں کو چھوڑ دیا گیا زبانوں پر لبیک کے پیارے کلمات تھے۔ تضرع و الحاح کے ساتھ دعائیں مانگی جا رہی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی خدانخواستہ یہ لمحات بھی غفلت اور بیہودہ کلام میں گزارے تو ما سوائے بدنی تکالیف، مال خرچ کرنے اور اہل و عیال سے

دور رہنے کی زحمت کے اور کیا ہوگا۔

احرام | اب دیارِ حبیبؐ کے آثار رونما ہونے لگے۔ یہ احرام اسکی بیّن دلیل ہے۔ دنیا کے کپڑے تو اس لئے حاجیوں نے اتار کر احرام کی دو چادریں پہن لی ہیں۔ کہ یہ رب العالمین کی بارگاہِ قدس میں حاضر ہونے کا لباس ہے۔ جس طرح شاہی دربار میں داخلہ کے لئے ممتاز لباس پہنا جاتا ہے۔ خدا جس کے قبضۂ قدرت میں سلاطینِ عالم کی ارواح ہیں کے شاہی دربار میں حاضری کا یہ لباس ہے۔ شاہانِ دنیا کے دربار میں غنی اور فقیر آقا و غلام کے درمیان امتیاز کرنے والا لباس ہوتا ہے۔ اور حاکم و محکوم کے علیحدہ علیحدہ نشانات اور تمغے، بخلاف اس شہنشاہی دربار کے، یہاں تو شاہ و گدا امیر و غریب سب کے سب برابر ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

احرام سے قبل امیر و فقیر کا امتیاز ہوسکتا تھا۔ جبّہ و دستار کی زرق برق رنگینیاں اور کوٹ پتلون سے فرقِ مراتب نمایاں تھا۔ مگر احرام کے بعد رب العالمین کی بارگاہ میں فقیرانہ بھیس میں جانا ہوگا۔ جہاں عجز و نیاز تواضع اور انکساری کام آئے گی۔ امیرانہ لباس اور شاہانہ وضع قطع کو یہاں چھوڑنا ہوگا مسکینی اور فقیری اختیار کرنی ہوگی ـــــ بزرگانِ دین سے سننے میں آیا ہے۔ کہ جسطرح اس احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری سے قبل اپنا محبوب و مرغوب لباس اتار کر احرام باندھا جاتا ہے، اسی طرح دنیا کی محبت اور خواہشات کی اتباع بھی دلوں سے نکال کر اللہ و رسول کی محبت و اطاعت کو دل میں جگہ دینی چاہئے ـــــ

سحری کے وقت احباب نے جگایا اور بشارت دی کہ وہ سامنے جدّہ کی بجلیاں جگمگ جگمگ کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

صبا پیام رسانید و شادماں گشتیم طلوعِ صبحِ سعادت در انتظارِ ما است

جدّہ کے ساحل پر | ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا کہ جہاز ساحل سے دور لنگر انداز ہوا۔ جمعہ کا دن تھا، ارادہ کیا کہ جمعہ کی نماز مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔ بیشمار بحری سفینے ساحلِ جدّہ پر لنگر انداز تھے۔ سفینۃ الحجاج اور سفینۂ عرب پر پاکستانی جھنڈے اپنے ہم وطنوں کو سلامی دے رہے تھے۔ مختلف ممالک کے جہازوں سے سمندر میں ایک شہر آباد ہوگیا تھا۔ ہمارا جہاز ایک گھنٹہ تک کھڑا رہا ہم نے کیپٹن کو کہا کہ رصیف (پلیٹ فارم) پر جہاز لے جائیں۔ اس نے بتایا کہ ابھی تک ہمیں اجازت نہیں ملی۔ کیپٹن نے ہمارے اصرار پر خطرہ کے الارم دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ دو الارم بج گئے۔ تھوڑی

دیر بعد ایک لانچ میں پولیس کا ایک افسر اور دیگر حکام آئے۔ ان کو جب جہاز میں قدم رکھنے کی جگہ نہ ملی اور ہجوم دیکھا تو غصہ میں آ گئے۔ کیپٹن کو بلا کر کافی ڈانٹا اور کہا تفتی بعبثت بالارواح۔ آپ نے تو ان ارواح سے کھیلا ہے۔ اس چھوٹے جہاز میں اتنے نفوس۔ کیپٹن نے کہا مجھے اردنی حکومت نے مجبور کر دیا تھا۔ اتنے میں جہاز کا مالک بانشب آگیا۔ اس نے حکام کو راضی کرنے کی کوششیں کیں مگر بے سود ثابت ہوئیں۔ جہاز کے مالک کو جرمانہ کر دیا گیا۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر آیا، جو پاکستانی تھا۔ اس نے ہم سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس "شہادۃ البراز" (پاخانے کے معائنے کا طبی سرٹیفکیٹ) ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ وہ چلا گیا۔ ہم تمام دن جہاز میں رہے۔ خیال تھا کہ جمعہ کی نماز مسجد الحرام میں پڑھیں گے مگر۔ ع ہزاروں لغزشیں حائل ہیں لب تک جام آنے میں۔

شام کے وقت ہمیں جہاز سے اترنے کی اجازت ملی۔ سامان جہاز ہی میں چھوڑنے کا حکم ملا۔ اتر کر بسوں میں سوار ہوئے۔ دو میل دور ایک جگہ پر اتارا گیا۔ دیکھا تو صحرا میں شاندار کمرے ہیں قیمتی پلنگ اور بستر ہیں کسی نے کہا بہت شاندار حاجی کیمپ ہے۔ میں نے کہا یہ ہسپتال معلوم ہو رہا ہے۔ پوچھا تو جواب ملا ھذا مستشفی السعودی (یہ سعودی ہسپتال ہے) آپ کو یہاں دو دن رہنا ہوگا تاکہ شہادۃ البراز آپ کو مل سکے۔ ایک گھنٹہ کے اندر اندر سترہ سو پاکستانیوں کو مختلف قسم کے کھانے پہنچا دیئے گئے۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک ڈبہ دیا گیا۔ چند منٹ بعد پاکستانی نرس آئی۔ اس نے ہر ایک کا نام پوچھا اور ڈبوں پر وہ نام لکھ لئے۔ ہم نے نرس سے دریافت کیا کہ یہ ڈبہ کس لئے ہے؟ اس نے ہنس کر جواب دیا کہ اس میں پاخانہ کر کے اپنے اپنے کمرے کے ٹیبلوں میں رکھنا ہوگا۔ صبح یہ ڈبے ڈاکٹر کے ہاں معائنہ کے لئے جمع کئے جائیں گے۔ ہم اسی وقت بڑے ڈاکٹر کے پاس گئے مگر وہ نہ ملے پھر ایک لیڈی ڈاکٹر آئی، اسکو ہم نے سمجھایا کہ ان ڈبوں پر خدا و رسول کے نام ہیں۔ کیونکہ کسی کا نام عبداللہ کسی کا عبدالرحمٰن، محمد شفیع وغیرہ ہے تو ان ڈبوں میں ٹٹی کرنا کتنی بے ادبی ہے۔ میں نے کہا: اِنْ کَانَ ھٰذَا امراللہ فَاَھْلاً وَسَھْلاً لِاَمراللہِ۔ (اگر یہ اللہ کا فرمان ہے، تو بسر و چشم قبول ہے۔) وَاِنْ کَانَ اَمْرَ رَسُوْلِ اللہِ فَاَمْرُہٗ مُطَاعٌ۔ (اور اگر یہ رسول خدا کا حکم ہے تو ہم اس کے تابعدار ہیں۔) لیڈی ڈاکٹر نے کہا ھٰذَا اَمْرُ اُوْلِی الْاَمْرِ (یہ ارباب اقتدار کا فرمان ہے)۔ بعض نے تو ناسمجھی میں اس حکم کی تعمیل کی اور سمجھداروں نے اس حکم کی خلاف ورزی اپنے لئے کامیابی سمجھی۔ مجبوراً دو دن وہاں رہنا پڑا۔ پیر کی شام کو تبلیغی جماعت کے دو ساتھی (جو شریک سفر تھے) ہمارے کمرے میں آئے اور فرمانے لگے کہ آج رات، ہسپتال کی مسجد میں تمام ساتھیوں کو اکٹھا کرنے

کا انتظام ہو چکا ہے۔ آپ آکر مسائل حج بیان کریں۔ میں نے کہا بہت خوب۔ اکثر احباب عشاء کی نماز کے لئے آئے اور نماز کے بعد تقریر کا آغاز اس شعر سے ہوا ؎

سنا ہے کل تیرے در پہ ہجوم عاشقاں ہوگا اجازت ہو تو آکر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں

پھر حسب استطاعت بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان تبلیغی حضرات کو اپنی رحمت کے خزانوں سے جزائے خیر عطا فرمادے۔ ان کی شبانہ روز کوششوں سے ملّت بیضا کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

پیر کے دن ظہر سے پہلے متشفیٰ سے نجات ملی۔ مدینۃ الحجاج میں بسوں کے ذریعہ جاکر معلموں کی فیس ایک سو ریال ادا کی۔ ظہر کی نماز کے بعد بسیں روانہ ہوئیں۔ جدّہ سے مکہ معظمہ تقریباً پچاس کیلومیٹر ہے۔ دو طرفہ سڑک ہے۔ اور ہر ایک سڑک صاف شفاف اور اتنی چوڑی ہے کہ چار بسیں بآسانی چل سکتی ہیں۔ مگر ان دنوں بسوں، ٹرکوں اور ویگنوں اور کاروں کے دو طرفہ ہجوم کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ہر طرف سفید لباس میں ملبوس انسانوں کی ایک دنیا تھی۔ سب کی زبان پر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کے نعرے تھے۔ ——— اللہ اللہ یہ سرزمین حجاز ہے۔ یہاں وحی نازل ہوتی تھی، یہاں کا ذرہ ذرہ اسلام کی صداقت کی شہادت دے رہا ہے۔ احرام کی حالت میں اس بابرکت زمین پر جانا محض فضل ایزدی ہے۔

مکہ مکرمہ کے آثار | جوں جوں مسافت طے ہوتی گئی اشتیاق دید کی حرارت بڑھتی گئی ——— ہم دار امن اور دار سلام کی طرف جارہے تھے۔ جہاں سب کیلئے امن و سلامتی ہے۔ حیوان ہو یا انسان تمام کے تمام مامون و محفوظ ہیں۔ نہ یہاں قتل و غارت ہے اور نہ ظلم و عدوان، نہ کسی جاندار کا شکار کیا جاتا ہے۔ اور نہ کسی درخت اور گھاس کو کاٹا جاتا ہے۔ یہ سرزمین مکہ، مدینہ اور بیت المقدس تمام روئے زمین پر مجد و شرف کی یادگار ہے۔ شمسیہ کے پاس یہ مینار حدود حرم کو زمین حل سے جدا کر رہا ہے۔ حرم کی ان حدود کی نشاندہی انبیاءؑ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور انہیں کی وہ دعا ہے، جو ہر سال ان دنوں میں اقطار عالم سے مسلمانوں کو مقناطیس کی طرح کھینچ لیتی ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ	اے ہمارے پروردگار میں نے اپنے اہل و عیال کو
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ	ایک چٹیل میدان میں بسایا ہے جو تیرے باعزت
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً	گھر کے قریب ہے تاکہ نماز کو قائم کریں۔ پس
مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ	بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرمادے
مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ۔	اور ان کو میووں کی روزی عطا فرما تاکہ وہ آپ کا
(سورۃ ابراہیم ۲۲)	شکر و سپاس ادا کریں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلان کی صدائے بازگشت ہے جو ہر سال ان دنوں میں مسلمانوں کے دلوں میں بیت اللہ کی دید کے جذبات ابھار دیتی ہے، اور لاکھوں انسان اقصائے عالم سے یہاں پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک اونچے پہاڑ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا تھا:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا	اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے تاکہ وہ دور دراز
وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ	راستوں سے تیرے پاس پیادہ اور دبلی اونٹنیوں
فَجٍّ عَمِيْقٍ ط　(الحج ۲۲)	پر سوار ہو کر حاضر ہوں۔

حرم میں داخلہ | اس کے بعد ہم حرم میں داخل ہوئے، وہ حرم جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کر کے محبوب و محترم بنا دیا ہے۔ حالانکہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہے۔ مگر اپنی طرف نسبت کرنے سے منسوب کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کلمات کے کہنے پر مامور فرمایا۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ	مجھے حکم دیا گیا کہ اس شہر کے رب کی عبادت کروں
هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا	جس نے اسے محترم بنا دیا اور ہر چیز اسکی ہے۔
وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ	اور یہ کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں۔
اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔	....

حدود حرم کی دعائیں | حرم کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے زائرین کی زبانوں پر یہ کلمات تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْبَلَدَ	اے اللہ یہ تیرا ہی حرم ہے اور تیرا ہی شہر ہے۔ اور
بَلَدُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ	تیرا ہی امن ہے۔ میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ اے ہمارے مولا
جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ بَعِيْدَةٍ بِذُنُوْبٍ	ہم دور دراز شہروں سے گناہوں کے بوجھ لادے ہوئے
كَثِيْرَةٍ وَّاَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ اَسْاَلُكَ	تمہاری رحمت و مغفرت کی امید پر حاضر ہوئے ہیں۔ انتہائی
مَسْاَلَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ اَلَيْكَ الْمُشْفِقِيْنَ	تضرع کے ساتھ تم ہی سے مانگ رہے ہیں۔ تمہارے
مِنْ عَذَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِيْ بِمَحْضِ	عذاب سے خائف و ترساں ہیں۔ اپنی خالص
مَغْفِرَتِكَ وَاَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ فَسِيْحِ	بخشش سے ہمیں اپنی وسیع جنتوں میں داخل فرما۔
جَنَّتِكَ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۔	
اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَاَمْنُكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ	اے خدا یہ تیرا حرم اور امن ہے۔ ہمارے گوشت پوست
وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ وَ	خون، بال، دوزخ کی آگ سے بچا اور ہمیں قیامت
اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ۔	کے دن اپنے عذاب سے بچا۔

(باقی آئندہ)